# رسول کریمؐ بحیثیت منصف اعظم

ہمارے نبی حضرت محمدؐ کو قرآن کریم کی صورت میں ایک کامل دائمی آخری شریعت عطا کی گئی۔ آپؐ نے یہ قانون الٰہی نافذ کرنے کا نمونہ بھی دکھانا تھا اس لئے آپؐ کو حکومت بھی عطا کی گئی۔

بعثت نبوت کے ساتھ ہی مسلمانوں کے واجب الاطاعت امام اور لیڈر کی حیثیت آپؐ کو حاصل ہوگئی تھی۔ اس لحاظ سے مختلف النوع فیصلوں کی اہم ذمہ داری بھی آپ پر عائد ہوتی تھی، قرآنی شریعت میں کامل عدل کی وہ جامع تعلیم آپ کو عطا کی گئی، جس پر آئندہ عالمی امن کی عمارت تعمیر ہونے والی تھی۔ مگر الٰہی تقدیر کے مطابق اس کا آغاز سرزمین عرب سے کیا گیا، جہاں ہر قسم کی بے اعتدالی اور ظلم و تعدی دستور بن چکے تھے۔ آپؐ ہی وہ منصف مزاج وجود ہیں جنہوں نے ظلم و ستم سے بھرے اس جزیرے کو عدل و انصاف کا گہوارہ بنا کر دنیا کو ایک نمونہ دیا۔ رسول اللہؐ کی بعثت کے وقت ہر کمزور طبقہ ظلم کی چکی میں پس رہا تھا۔ آپؐ نے آکر عورتوں کو بھی اس ظلم سے رہائی دلائی اور مقہور غلاموں کو ان کے حقوق دلائے۔ معاشرے کی ناہمواری دُور کی اور معاشی اور

معاشرتی طور پر بھی عدل قائم کر کے دکھایا۔ کیونکہ یہی آپ کی بعثت کا بنیادی مقصد تھا۔ آپؐ کے ذریعہ یہ اعلان کروایا گیا کہ میں قیام عدل کے خاطر مامور کیا گیا ہوں۔ (سورۃ الشوریٰ:16)

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہؐ کا فیصلہ آخری اور اسے بخوشی قبول کرنا ہر مومن کیلئے واجب التسلیم ہے۔ (سورۃ النساء:66)

آپ نے یہ تعلیم دی کہ ''اللہ تو یہ حکم دیتا ہے کہ عدل یعنی حقدار کو اس کا حق دینے سے بڑھ کر احسان اور زائد نیکی کرنے والے بنو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس نیکی کا درجہ حاصل کرو جو خونی رشتہ داروں سے کی جاتی ہے۔'' (سورۃ النحل:91)

## اسلامی تعلیم عدل

قرآن شریف نے مذہبی معاشرتی اور معاشی ہر پہلو سے عدل کے قیام کی تفصیلی تعلیم دی ہے۔ اس مضمون میں بے پناہ وسعت کے پیش نظر اس جگہ اہم نکات کی طرف اشارہ ہی کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ خدائے واحد کے ساتھ شریک ٹھہرانا خلاف عدل ہے اور یہ عدل کا مذہبی و دینی پہلو ہے۔

۲۔ معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ والدین کے احسانات کے جواب میں کم از کم ان سے احسان کا سلوک کیا جائے۔

۳۔ اسی طرح اولاد کے حقوق بھی عدل کے ساتھ ادا کئے جائیں۔

۴۔ بالغ ہونے تک کم از کم زندہ رہنے کے لئے ان کے حقوق ادا کئے جائیں۔

۵۔ اہلی زندگی میں عدل کا تقاضا یہ ہے کہ میاں بیوی فحشاء سے بچیں۔

۶۔ روئے زمین پر زندہ رہنے کی خواہش رکھنے والے ہر شخص کا بنی نوع انسان کے ساتھ عدل یہ ہے کہ ہر فرد کے کم از کم زندہ رہنے کا حق تسلیم کیا جائے۔اور ناحق کسی کو قتل نہ کیا جائے۔

۷۔ معاشی عدل کا تقاضا کمزور طبقات اور یتامیٰ کے اموال کی حفاظت ہے نیز ماپ تول پورا ہو اور اس میں انصاف سے کام لیا جائے۔

۸۔ گفتگو میں بھی عدل کا حکم ہے۔یعنی اس میں سچائی ہو خواہ وہ سچ قریبی رشتوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔گفتگو میں بے اعتدالی نہ ہو۔برمحل ہو اور اس میں کسی پر زیادتی نہ ہو۔(سورۃ الاعراف 13)

۹۔ تحریری معاہدات میں بھی عدل کی تعلیم دی گئی ہے۔(سورۃ البقرہ 23)

۱۰۔ دشمنوں کے ساتھ بھی عدل کا حکم دیا گیا۔(سورۃ المائدہ 9)

۱۱۔ حاکموں کو رعایا سے عدل کا حکم ہے۔(سورۃ النساء 59)

۱۲۔ بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے بھی عدل کو بروئے کار لایا جائے۔اور تمام قومیں ظالم قوم پر دباؤ ڈال کر بین الاقوامی امن کے قیام کی سعی کریں۔

الغرض رسول اللہؐ کی پاکیزہ بے نظیر تعلیم عدل کے ذریعہ تمام دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیا گیا۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ آپ کا سینہ ودل بھی عدل سے لبریز ہوں، اور بلاشبہ بچپن سے ہی آپ کی طبیعت اور مزاج ہی عادلانہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آغاز سے اپنی خاص قدرت سے آپؐ کو کمال عدل پر قائم رکھا۔

## فطری عدل

رسول اللہؐ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ بیان کرتی تھیں کہ جب محمدؐ کو دودھ پلانے کے لئے میں نے گود میں بٹھایا تو دائیں پہلو سے آپ دودھ پی لیتے بائیں پہلو سے نہ پیتے۔ آپ کے ساتھ حلیمہ کے بیٹے اور رضاعی بھائی بھی دودھ پیتے تھے اور وہ دوسرے پہلو سے دودھ نہ لیتے تھے۔ (الحلبیہ) [1]

ہر چند کہ بے شعوری کے اس دور میں آپ کا یہ فعل ارادۃً نہ بھی ہو مگر اس کے پیچھے ایک مقتدر بالا رادہ ہستی کی قدرت نظر آتی ہے، وہی قدرت جس نے نوزائیدہ حضرت موسیٰ کو (جب فرعون کی بیوی نے انہیں سمندر سے اٹھایا) کسی بھی دودھ پلانے والی کا دودھ نہیں پینے دیا سوائے اسکی ماں کے۔

سائب بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی تو وہ اس میں شامل تھے اس دوران جب حجر اسود رکھنے کا موقع آیا تو قریش کے قبائل آپس میں جھگڑ پڑے کہ ہم یہ پتھر اپنی جگہ پر رکھیں گے۔ بالآخر ثالثی فیصلے پر اتفاقِ رائے ہوا اور انہوں نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جو صبح آئے

گا وہ ثالث ہوگا۔صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سب لوگوں نے کہا کہ امین آ گیا۔ اور آپ کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا۔آپؐ نے پتھر کو ایک کپڑے میں رکھ دیا اور قریش کے مختلف قبائل کے سرداروں کے نمائندوں کو بلایا۔ انہوں نے اس کپڑے کو تمام اطراف سے پکڑا اور اس کی جگہ پر لے گئے ۔پھر حضورؐ نے وہ پتھر اُٹھا کر اس کے اصل مقام پر رکھ دیا۔(احمد) 2

## قیدیوں کے ساتھ عدل

جنگ بدر کے مشرکین مکہ کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔قیدیوں کی نگرانی جب حضرت عمرؓ کے سپرد ہوئی تو انہوں نے حضرت عباسؓ سمیت قیدیوں کی مشکیں اچھی طرح کس دیں۔جو مسجد نبوی کے احاطہ میں ہی تھے۔جس سے عباسؓ کراہنے لگے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ کے کراہنے کی آواز سنی تو آپ کو چچا کی تکلیف کی وجہ سے بے چینی سے نیند نہ آتی تھی۔انصار کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا تو انہوں نے عباسؓ کی مشکیں ڈھیلی کر دیں۔حضورؐ کو علم ہوا تو فرمایا کہ سب کی مشکیں ڈھیلی کر دو۔

انصار نے رسول اللہؐ کی عباسؓ کے بارہ میں محبت کو دیکھ کر حضورؐ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر عرض کیا حضورؐ ہم عباس کا فدیہ معاف کرتے ہیں۔ان کو قید سے آزاد کر دیا جائے مگر رسول کریمؐ نے اُن کی یہ پیش کش قبول نہ فرمائی اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اپنا اور اپنے بھائی عقیل،نوفل نیز اپنے حلیف

عتبہ کا بھی فدیہ دیں کیونکہ آپ مالدار ہیں۔حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ میں تو مسلمان تھا مگر مشرک مجھے مجبور کر کے بدر میں لے آئے۔حضورؐ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور اگر یہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا۔لیکن جب آپ بظاہر دیگر قیدیوں کی طرح ہمارے خلاف ہو کر آئے تھے اس لئے فدیہ دینا ہوگا۔چنانچہ انہوں نے چالیس اوقیہ فدیہ ادا کیا۔(عینی)[3]

## یہودِ مدینہ کے عادلانہ فیصلے

یہود کے قبائل بنونضیر اور بنوقریظہ میں سے بنونضیر زیادہ معزز سمجھے جاتے تھے۔چنانچہ جب بنوقریظہ کا کوئی آدمی بنی نضیر کے کسی آدمی کو قتل کرتا تو قصاص میں قتل کیا جاتا اور جب بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کرتا تو اس کی دیت سو وسق کھجور ادا کر دی جاتی۔نبی کریمؐ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد ایک نضیری نے قُرظی کو قتل کر دیا۔تو بنوقریظہ نے قصاص کا مطالبہ کیا اور اپنا ثالث رسول کریمؐ کو مقرر کیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے جاہلیت کے طریق کے برخلاف اس قرآنی ارشاد پر عمل فرمایا کہ

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ(سورۃ المائدۃ:43)

یعنی ’’جب تو ان یہود کے درمیان فیصلہ کرے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر۔‘‘چنانچہ آپؐ نے جان کے بدلے جان کا فیصلہ فرمایا۔(ابوداؤد)[4]

ایک دفعہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کے قیمتی زیور دیکھ کر اسکا سر پتھر کے

ساتھ کچل کر قتل کر دیا۔ مقتولہ کو نبی کریمؐ کے پاس لایا گیا۔ اس میں کچھ جان باقی تھی ۔ آپؐ نے اس سے ایک شخص کا نام لے کر پوچھا کہ فلاں نے تمہیں قتل کیا ہے اس نے سر کے اشارہ سے کہا نہیں، پھر آپؐ نے دوسرے کا نام لیا تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے یہودی شخص کا نام لیا تو اس نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے اس یہودی کو بلا کر پوچھا تو اس نے قتل کا اعتراف کر لیا۔ چنانچہ اس شخص کو قصاص میں قتل کیا گیا۔ (بخاری) 5

## یہودی کے حق میں ڈگری

عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی کا ان کے ذمے چار درہم قرض تھا جس کی میعاد ختم ہوگئی۔ اس یہودی نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس شخص کے ذمے میرے چار درہم ہیں اور یہ مجھے ادا نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہؓ سے کہا کہ اس یہودی کا حق دے دو۔ عبداللہؓ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ مجھے قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا ''اس کا حق اسے لوٹا دو۔'' عبداللہؓ نے پھر وہی عذر کیا اور کہا کہ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ آپؐ ہمیں خیبر بھجوائیں گے اور مال غنیمت میں سے کچھ حصہ دیں گے تو واپس آ کر میں اس کا قرض چکا دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا ''ابھی اس کا حق ادا کرو۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات تین دفعہ فرما دیتے تھے تو وہ قطعی فیصلہ سمجھا جاتا

تھا۔ چنانچہ عبداللہؓ اسی وقت وہاں سے بازار گئے۔ انہوں نے ایک چادر بطور تہہ بند کے باندھ رکھی تھی۔ سر کا کپڑا اتار کر تہہ بند کی جگہ باندھا اور چادر چار درہم میں بیچ کر قرض ادا کر دیا۔ اتنے میں وہاں سے ایک بڑھیا گذری۔ وہ کہنے لگی ''اے رسول اللہؐ کے صحابی آپ کو کیا ہوا؟'' عبداللہؓ نے سارا قصہ سُنایا تو اس نے اسی وقت اپنی چادر جو اوڑھ رکھی تھی ان کو دے دی اور یوں رسول اللہؐ کے عادلانہ فیصلے کی برکت سے دونوں فریق کا بھلا ہوگیا۔ (احمد) 6

ایک دفعہ ایک یہودی بازار میں سودا بیچ رہا تھا، اُسے ایک مسلمان نے کسی چیز کی تھوڑی قیمت بتائی، جو اُسے ناگوار گزری۔ اُس نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ اس بات پر مسلمان نے اُس کو تھپڑ رسید کر دیا اور کہا کہ نبی کریمؐ پر بھی موسیٰ کو فضیلت دیتے ہو۔ وہ یہودی رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم ہم آپؐ کی ذمہ داری اور امان میں ہیں اور آپ کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہے اور اس مسلمان نے مجھے تھپڑ مار کر زیادتی کی ہے۔ نبی کریمؐ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے نبیوں کے مابین فضیلت نہ دیا کرو۔ (بخاری) 7

اس میں کیا شک ہے کہ نبی کریمؐ کو تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے لیکن آپؐ نے ایثار اور انکسار کو کام میں لاتے ہوئے یہی فیصلہ فرمایا کہ ایسی باتوں سے ماحول میں فتنہ وفساد پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہؓ بن ابی حدرد سے مسجد میں اپنے قرض کا مطالبہ کرلیا۔اس دوران تکرار میں ہماری آوازیں کچھ اونچی ہوگئیں۔رسول اللہؐ نے گھر میں سن لیا۔آپؐ تشریف لائے اور مجھے بلایا اورفرمایا اپنا نصف قرض چھوڑ دو۔پھر عبداللہؓ سے کہا کہ اب آپ یہ نصف قرض ادا کردو۔(بخاری)8 یہ واقعہ حرمت سے سود سے پہلے کا ہوتو حضورؐ نے سود والا حصہ چھڑوایا ہوگا۔

انصار کے ایک بزرگ سردارحضرت اسید بن حضیرؓ کے بارہ میں روایت ہے کہ ان کی طبیعت میں مزاح بہت تھا۔وہ ایک دفعہ لوگوں کو باتیں سنارہے تھے۔ ان کی کسی مزاحیہ بات پر جس سے وہ لوگوں کو ہنسارہے تھے،حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو میں اپنی چھڑی چبھوئی۔وہ خوب جانتے تھے کہ رسول خداؐ کبھی عدل وانصاف کونہیں چھوڑتے۔چنانچہ وہ آپؐ سے کہنے لگے مجھے بدلہ دیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا بےشک لے لو۔انہوں نے کہا آپؐ نے قمیص پہنا ہے، میں نے تو قمیص نہیں پہنا ہوا،اس پرحضورصلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص اوپر اٹھایا۔اسید بن حضیرؓ آپؐ سے چمٹ گئے۔اورآپؐ کےجسم کے بوسے لینے لگے اورکہا یارسول اللہ میرا تو یہ مقصد تھا یعنی برکت حاصل کرنے کیلئے یہ تدبیر میں نے سوچی تھی۔(ابوداؤد)9

ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ کچھ مال تقسیم فرمارہے

تھے۔ایک شخص آیااور وہ مال کے اوپر جھک کر کھڑا ہوگیا۔رسول کریمؐ نے کھجور کی ایک شاخ سے اس کو پیچھے ہٹایا تو اس کے منہ پر کچھ زخم سا آ گیا۔حضورؐ نے فرمایا آؤ بدلہ لے لو۔اس نے کہانہیں یارسول اللہؐ میں نے معاف کیا۔(ابوداؤد) 10

سورۃ نصر کے نزول کے بعد(جس میں رسول اللہؐ کی وفات کی طرف اشارہ ہے) رسول اللہؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جسے سن کر لوگ بہت روئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سب کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کسی نے مجھ سے کوئی حق یا بدلہ لینا ہو تو قیامت سے پہلے آج یہیں لے سکتا ہے۔ ایک بوڑھا شخص عکاشہ نامی کھڑا ہوا۔اور کہنے لگا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ اگر آپؐ بار بار اللہ کی قسم دے کر یہ نہ فرماتے کہ بدلہ لے لو تو میں ہرگز آگے نہ بڑھتا۔ میں فلاں غزوہ میں آپؐ کے ساتھ تھا۔میری اونٹنی حضورؐ کی اونٹنی کے قریب آئی تو میں سواری سے اتر آیا تا کہ حضورؐ کے قدم چوم لوں۔حضورؐ نے چھڑی اٹھا کر جو ماری تو میرے پہلو میں لگی۔ مجھے نہیں معلوم کہ حضورؐ نے ارادۃً مجھے ماری تھی یا اونٹنی کو؟ رسول اللہؐ نے فرمایا'' اللہ کے جلال کی قسم! خدا کا رسول جان بوجھ کر تجھے نہیں مار سکتا۔'' پھر حضورؐ نے بلالؓ سے فرمایا کہ حضورؐ کی وہی چھڑی گھر سے لے کر آئے۔

حضرت بلالؓ جا کر حضرت فاطمہؓ سے وہ چھڑی لے آئے۔رسول اللہؐ نے وہ چھڑی عکاشہؓ کو دی اور فرمایا کہ اپنا بدلہ لے لو۔اس پر حضرت ابوبکرؓ اور

عمرؓ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عکاشہؓ سے کہا کہ آپ رسول اللہؐ کی بجائے ہم سے بدلہ لے لو۔ حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بٹھا دیا۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہؐ کی بجائے مجھ سے بدلہ لے لو۔ نبی کریمؐ نے انہیں بھی روک دیا۔ پھر حضرت حسنؓ اور حسینؓ اٹھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے نواسے ہیں اور ہم سے بدلہ لینا بھی رسول اللہؐ سے بدلہ لینے کی طرح ہے۔ نبی کریمؐ نے انہیں بھی منع کر دیا اور عکاشہؓ سے کہا کہ تم بدلہ لے لو۔ عکاشہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ جب آپؐ کی چھڑی مجھے لگی تو میرے بدن پر کپڑا نہ تھا۔ حضورؐ نے جسم سے کپڑا اُٹھایا تو مسلمان دیوانہ وار رونے لگے۔ وہ دل میں کہتے تھے کہ کیا عکاشہؓ ہمارے پیارے آقاؐ کو چھڑی مارے گا؟ عکاشہؓ نے حضورؐ کے جسم کو دیکھا تو لپک کر آگے بڑھا اور آپؐ کو چومنے لگا اور ساتھ کہتا جاتا تھا ''میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ سے بدلہ لینے کو کس کا دل گوارہ کر سکتا ہے۔'' رسول اللہؐ نے فرمایا ''یا تو تمہیں بدلہ لینا ہوگا یا پھر معاف کرنا ہوگا۔'' عکاشہؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہؐ میں نے معاف کیا۔ اس اُمید پر کہ اللہ بھی قیامت کے دن مجھے معاف کرے۔'' نبی کریمؐ نے فرمایا ''جو آدمی جنت میں میرے ساتھی کو دیکھنا پسند کرے وہ اس بوڑھے کو دیکھ لے۔'' پھر تو مسلمان عکاشہؓ کے ماتھے کی پیشانی چومنے لگے اور اسے مبارکباد دے کر کہنے لگے کہ تم نے بہت بلند درجہ حاصل کر لیا۔ (ھیثمی) 11

تمام بدلے دنیا میں چکا دینے کے بعد بھی رسول اللہؐ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے کسی ساتھی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو اسے اس شخص کے لئے رحمت و مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریمؐ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میں تجھ سے ایک پختہ وعدہ چاہتا ہوں۔ میری التجا ہے کہ کبھی اس وعدہ کے خلاف نہ کرنا۔ میں ایک انسان ہوں پس مومنوں میں سے جس کسی کو میں نے کوئی اذیت دی یا برا بھلا کہا یا کوئی کوڑا مارا تو اسے قیامت کے دن اس شخص کیلئے دعا، برکت اور قربت کا ذریعہ بنا دینا۔ (احمد) 12

## حرم بیت اللہ کی حرمت اور عدل و انصاف کا قیام

احکام الٰہی کی حرمت کے ساتھ نبی کریمؐ نے فتح مکہ کے موقع پر حرم کا احترام و تقدس بھی بحال کیا، جو آپؐ کی بعثت کا ایک اہم مقصد تھا۔ فتح مکہ کے دوسرے دن بنو خزاعہ نے بنو ہذیل کے ایک شخص کو حرم میں قتل کر دیا۔ آپؐ اس پر سخت ناراض ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا ''اے لوگو! یاد رکھو اس حرم کی عزت کو کسی انسان نے نہیں خدا نے قائم کیا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ خدا نے اصحاب الفیل کے حملہ سے اپنے اس گھر کو بچایا تھا اور مسلمانوں کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔ کسی شخص کیلئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہیں کہ وہ اس میں خونریزی وغیرہ کرے۔ یہ حرم مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور نہ

میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔میرے لئے صرف اسی وقت اور اسی لمحے لوگوں پر خدا کے غضب کے سبب حلال ہوا ہے اور اب پھر اس کی حرمت بدستور برقرار رہے گی۔تم میں سے جو لوگ حاضر ہیں وہ غیر حاضر لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں۔جو شخص تم سے کہے کہ اللہ کے رسول نے مکہ میں جنگ کی ہے تو یاد رکھو اللہ نے اسے اپنے رسول کے لئے حلال کر دیا تھا لیکن (اے بنی خزاعہ) تمہارے لئے حلال نہیں کیا۔اور مجھے بھی صرف ایک گھڑی کیلئے یہ اجازت دی گئی تھی۔'' (بخاری) 13

اس کے بعد آپؐ نے بنوخزاعہ کے قاتلوں کو قصاص دینے یا خون بہا قبول کرنے کا پابند کیا اور یوں عملاً عدل وانصاف کو قائم فرمایا۔

فتح مکہ کے اسی سفر کا واقعہ ہے کہ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نامی نے کچھ زیور وغیرہ چرا لئے۔اسلامی تعلیم کے مطابق چور کی سزا اس کے ہاتھ کاٹنا ہے۔عورت چونکہ معزز قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اس لئے اس کے خاندان کو فکر ہوئی اور انہوں نے رسول اللہؐ کے بہت پیارے اور عزیز ترین فرد اسامہ بن زیدؓ سے حضورؐ کی خدمت میں سفارش کروائی کہ اس عورت کو معاف کر دیا جائے۔اسامہؓ نے جب رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا تو آپؐ کے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا کیا تم اللہ کے حکموں میں سے ایک حکم کے بارہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟ اسامہؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب

کریں۔ شام کو نبی کریمؐ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا ''تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز انسان چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (بخاری) 14

رسول کریمؐ فرماتے تھے کہ ایک شخص کی غلطی کے بدلے دوسرے کو سزا دینا ناجائز ہے۔ ایک دفعہ باپ بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی پر کسی کی وجہ سے زیادتی نہ ہو اور پھر یہ آیت پڑھی لَاتَزِرُوَازِرَۃٌ وِّزْرَاُخْرٰی کہ کوئی جان دوسری کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔ 15

رسول کریمؐ اپنی ازواج مطہرات میں کمال عدل کا سلوک فرمانے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے تھے۔ '' اے اللہ! نان ونفقہ اور مال کی تقسیم میں جس میں مجھے اختیار ہے۔ پورے عدل سے کام لیتا ہوں مگر جس میں میرا اختیار نہیں یعنی قلبی میلان محبت اس میں مجھے معاف فرما دینا۔'' (ابوداؤد) 16

اسی طرح اپنے اصحاب کے درمیان کمال عدل کے ساتھ آپؐ فیصلے فرماتے تھے، مگر ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی فرماتے تھے کہ میں بھی انسان ہوں اور ممکن ہے کہ کوئی چرب زبان مجھ سے کوئی غلط فیصلے کروا لےمگر وہ یاد رکھے کہ جو چیز وہ ناحق لے گا وہ آگ کا ٹکڑا

لے کر جائے گا۔ چاہے تو لے لے چاہے تو اسے چھوڑ دے۔(بخاری) 17

رسول اللہ نے عدل وانصاف کے معاملہ میں کبھی جنبہ داری سے کام نہیں لیا۔خواہ اپنے اہل وعیال کا ہی معاملہ کیوں نہ ہو۔ واقعہ افک میں آپؐ کی زوجہ حضرت عائشہؓ پر الزام لگا تو باوجودیکہ حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی پر کامل بھروسہ تھا، پھر بھی عدل کے تقاضا کے تحت فرمایا کہ اے عائشہ! یہ بات مجھ تک پہنچی ہے اگر آپؓ اس سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ آپؓ کی برأت ظاہر کر دے گا اور اگر کسی بشری کمزوری سے گناہ کر بیٹھی ہو تو اللہ سے بخشش مانگو۔ بندہ جب گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے۔(بخاری) 18

رسول اللہؐ نے حنین سے واپسی پر اموال غنیمت تقسیم کئے اور بعض عرب سرداروں کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہوئے بطور تالیف قلبی کے انعام واکرام سے نوازا تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ اس تقسیم میں عدل سے کام نہیں لیا گیا۔ رسول اللہؐ کو پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا ’’اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہیں کریں گے تو اور کون کریگا۔‘‘ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے ان پر اس سے بڑا الزام لگایا گیا مگر انہوں نے صبر کیا۔(بخاری) 19

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں عدل نہیں کروں گا حالانکہ آسمان وزمین کے خدا نے مجھے اپنی وحی کا امین ٹھہرایا ہے۔

دراصل رسول اللہؐ نے اموال خمس میں سے بعض سردارانِ عرب کو

اسلام سے قریب کرنے کے لئے جو انعام واکرام فرمایا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف وہ خود مسلمان ہوئے بلکہ ان کے قبائل بھی مسلمان ہو گئے۔ نبی کریمؐ کو اپنے ان اموال پر مکمل اختیار تھا لیکن تقسیم میں جو عدل پیش نظر تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اموال دے رہا ہوں اس کی وجہ انکی ایمانی کمزوری اور حرص ہے اور جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور غنا رکھی ہے، انہیں میں نہیں دیتا۔ (بخاری) 20

دوسری جگہ حضورؐ نے یوں وضاحت فرمائی کہ میں بعض لوگوں کو تالیف قلبی کی خاطر دیتا ہوں جبکہ ان کے علاوہ بعض دوسرے لوگ مجھے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ مگر انہیں اسلام کے قریب کرنے کے لئے ایسا کرتا ہوں۔ (بخاری) 21

چنانچہ ایک دفعہ کچھ قیدی آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے بھی ایک خادم گھریلو ضرورت کے لئے طلب کیا تو رسول کریمؐ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہیں عطا کر کے اہل صفہ یعنی غریب صحابہ کو محروم نہیں رکھ سکتا۔ جو فاقوں سے بے حال ہیں اور جن کے نان ونفقہ کے لئے اخراجات میسر نہیں۔ میں قیدی فروخت کر کے اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔ (احمد) 22

چنانچہ اس موقع پر حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ پر بھی غرباء صحابہ کو ترجیح دی گئی جو عدل کی بہترین مثال ہے۔

# حوالہ جات

1. السیرة الحلبیه جلد ۱ ص ۹۰ مطبوعه بیروت
2. مسند احمد جلد3 ص45 مطبوعه بیروت
3. عمدة القار ی شرح عینی جلد13 ص16
4. ابوداؤد کتاب الدیات باب النفس بالنفس
5. بخاری کتاب الدیات باب من اقاد بحجر
6. مسند احمد جلد3 ص42 بیروت
7. بخاری کتاب الانبیاء باب وان یونس لمن المرسلین
8. بخاری کتاب الصلوة باب التقاضی والملا زمه فی المسجد47
9. ابوداؤد کتاب الادب باب فی قبلة الجسم
10. ابوداؤد کتاب الدیات باب القود من الضربه
11. مجمع الزوائد جلد ۹ ص28 دارالکتاب العربی بیروت
12. مسند احمد جلد2 ص39 بیروت
13. بخاری کتاب المغازی باب غزوه الفتح
14. بخاری کتاب المغازی باب مقام النبی زمن الفتح
15. ابوداؤد کتاب الدیات باب لایوخذ احد بجریرة احد
16. ابوداؤدکتاب النکاح باب فی القسم بین النساء
17. بخاری کتاب المظالم باب اثم من خاصم فی باطل
18. بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک
19. بخاری کتاب الجهاد باب ماکان النبی یعطی المؤلفة قلوبهم

20 بخاری کتاب الجهاد باب ماکان النبی یعطی المؤلفة

21 بخاری کتا ب الایمان باب اذالم یکن الاسلام علی الحقیقة

22 مسند احمد جلد1 ص17 بیروت